دل کی بات

مرے وطن کی سیاست

پرویز بادشاہ نے ۳۰ر دسمبر ۲۰۰۴ء کو قوم سے اپنے خطاب میں دونوں عہدے اپنے پاس رکھنے کا باضابطہ اعلان کر دیا ہے۔ جبکہ گزشتہ سال انہوں نے اپنے قومی خطاب میں وردی اتارنے کا اعلان کا باضابطہ اعلان کیا تھا۔ انہوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے اور زندگی بھر تختِ حکومت پر جلوہ افروز رہنے کے لیے ایسے کئی باضابطہ اعلانات واقدامات کئے۔ اپنے ہر ناجائز اور آئین کے منافی اقدام کو جائز اور درست قرار دینے کے لیے ''وسیع تر قومی مفاد'' کی اصطلاح کو بے دریغ استعمال کیا اور کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ وسیع تر قومی مفاد کی آڑ میں قوم کو بدنام کرنے کا سلسلہ مزید کب تک جاری رہے گا لیکن یہ بات الم نشرح ہے کہ ایسے اقدامات سے ملک عدمِ استحکام کا شکار ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

پرویز بادشاہ نے سال کے آخری دن ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۴ء کو ''ایوانِ اقبال'' لاہور میں پنجاب سٹوڈنٹس کنونشن کے آخری اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''کسی کو اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنے کا حق نہیں۔'' ''ظلِ الٰہی'' کا یہ تازہ بھاشن اور وِیا کھیان اُن کے گزشتہ پانچ سالہ اقدامات کی مکمل نفی ہے۔ افغانستان کی خالص اسلامی حکومت کا خاتمہ، امریکہ کی دائمی غلامی کا فیصلہ، پاکستان کو جدید روشن خیال اور سیکولر ریاست بنانے کا عزم، وطن عزیز کی نظریاتی اساس کا مرحلہ وار انہدام، دین اور وطن کے دشمنوں قادیانیوں کی مکمل سرپرستی، دینی قوتوں کی مسلسل تذلیل، اسلام کے بنیادی عقائد واحکام پر برملا تنقید اور انہیں متنازعہ بنانا، مسئلہ کشمیر پر گزشتہ پچپن سالہ متفقہ قومی مؤقف سے دستبرداری اور پسپائی، اپنی من پسند نیب زدہ سیاسی شخصیات کو مسندِ اقتدار پر براجمان کرنا، اسلامی شعائر داڑھی، پردہ، نماز کا مذاق اڑانا وغیرہ اُن کی ذاتی لادین سوچ اور روشن خیالی کے مظاہر ہیں۔ جسے انہوں نے پوری قوم پر زبردستی مسلط کر دیا ہے۔ وہ خود بھی تمام تر آئینی ضابطوں اور پابندیوں کو توڑتے، روندتے اور پھلانگتے ہوئے اقتدار کے سنگھاسن پر قابض ومسلط ہوئے ہیں۔ تمام دینی اور سیاسی جماعتیں ایک طرف اور وہ تنہا ایک طرف۔ صرف وہی سچے، مخلص اور محبِّ وطن ہیں باقی سب جھوٹے، دہشت گرد اور بقول اُن کے ''انتہا پسند اور ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔''

ہمارے نزدیک یہ سب صرف اس لیے روا ہے کہ پرویز بادشاہ، بش بادشاہ ''بیسٹ فرینڈ'' ہیں۔ وہ شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار اور سچے خیر خواہ ہیں۔ انہوں نے اپنے ''عزیز ہم وطنوں'' سے ہر محاذ پر جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ توہین رسالت ایکٹ کا مسئلہ ہو یا پاسپورٹ میں مذہب کا اندراج، دینی مدارس کا نصابِ تعلیم ہو یا سرکاری نصابِ تعلیم' وہ ''شاہ'' کے بندے اور حکم شاہی کی تعمیل کرنا چاہتے ہیں۔ قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کو نصاب تعلیم سے نکالنے کا یہ جواز فراہم کیا ک اِن کے پڑھنے سے دہشت گرد پیدا ہوں گے اور قوم پسماندگی کے گڑھے میں گر جائے گی۔ عظیم تر قومی وملکی مفاد میں اُن کے اتنے کارنامے ہیں کہ اُن کے حاشیہ بردار بھی انہیں گنوانے پر قدرت نہیں رکھتے۔ ان کارناموں کے نتیجے میں ملک کو کیا ملا اور قوم

نے کیا پایا؟ یہی کہ سیاسی انتشار، عدم استحکام، افراتفری، عریانی وفحاشی اور دین بیزاری کو فروغ ملا۔

زرداری رہا ہوئے، پھر گرفتار اور پھر رہا ہو کر دوبئی کو سدھار گئے۔ پی پی پی کی چیئر پرسن کو صدمہ ہے کہ ہماری اور حکومت کی مفاہمت کی فضا خراب کر دی گئی ہے۔ مجلس عمل کو پھر مذاکرات کا جھانسہ دے کر شیشے میں اتارنے کی کوشش کی گئی مگر مولانا فضل الرحمٰن فی الحال بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ البتہ امین فہیم نے اپنے تازہ بیان میں اے آر ڈی کے مجلس عمل سے اشتراک کے اصولی فیصلے کی خبر دی ہے۔ یہ تو کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے لیکن اتنی بات پورے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ پرویز بادشاہ کے اپنے رعایا سے حالیہ خطاب کے بعد برف پگھلنے لگی ہے۔ سیاسی دشمنیاں، دوستیوں اور فرقتیں قربتوں میں بدل رہی ہیں۔ پیپلز پارٹی اوّل و آخر ایک سیکولر سیاسی جماعت ہے جو مجلس عمل کو کسی بھی حیثیت میں باعزت مقام پر نہیں دیکھ سکتی۔ شاید امریکہ کو اپنی وفاداری کی یقین دہانی کرانے میں اسے کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ مسلم لیگ (ن) کی ابھی اوپر لائن نہیں ملی۔ اس لیے مستقبل میں اے آر ڈی اور مجلس عمل کے متحدہ حزبِ اختلاف کے طور پر متحرک ہونے کے امکانات واضح ہو رہے ہیں۔ حکومت اور متحدہ حزبِ اختلاف کے درمیان ایک بڑا سیاسی یدھ پڑنے والا ہے۔ حزبِ اختلاف کی احتجاجی تحریک کیا رنگ لائے گی، کس کی جیت اور کس کی ہار ہوگی تاہم جس طرح حکمرانوں نے مستقل بنیادوں پر عالمی سامراجی ایجنڈے کی تکمیل کا واضح پروگرام دیا ہے۔ حزبِ اختلاف کو بھی ملکی وقومی مسائل کے حل کا مستقل ایجنڈہ دینا ہوگا۔ اور جن جن بنیادوں کو پرویز بادشاہ نے منہدم کیا ہے ان کی تعمیر نو کا فیصلہ کرنا ہوگا۔

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ: ۱۸ر دسمبر کو اسلام آباد میں مولانا فضل الرحمٰن کی دعوت پر جمیعۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں ملک کی اکثر دینی و سیاسی جماعتوں کے سربراہوں اور نمائندوں نے شرکت کی۔ مجلس احرار اسلام کی نمائندگی ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے کی۔ کانفرنس کے فیصلے کے مطابق ۲۴ر دسمبر کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ مجلس احرارِ اسلام کے کارکنوں نے ان مظاہروں کو کامیاب کرنے کے لیے بھرپور سعی کی۔ ۲۹ر دسمبر کو وزیر اعظم نے مولانا فضل الرحمٰن کو اپنی ملاقات میں یقین دلایا کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کا مسئلہ جلد حل کرلیا جائے گا۔ اُدھر مسلم لیگ کے سربراہ چودھری شجاعت حسین نے اپنی پارٹی کے فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کر دیا جائے گا اور ہم یہ فیصلہ واپس نہیں لیں گے۔ لیکن ابھی تک صورتِ حال جوں کی توں ہے۔ وزیر اعظم شوکت عزیز اور چودھری شجاعت حسین اس اہم دینی وقومی مطالبے کو فوراً تسلیم کریں اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کا نوٹیفکیشن جاری کریں۔ نیز پہلے سے جاری شدہ تمام مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ منسوخ کر کے ان کی جگہ مذہب کے خانے والے نئے پاسپورٹ جاری کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاسپورٹ کا مسئلہ حکومت میں گھسی ہوئی قادیانی اسٹیبلشمنٹ کا پیدا کردہ ہے۔ عوام کسی بھی صورت میں قادیانی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔